Lesson 17. Al-Baqarah (Ayaat 130 - 141): Day 64 سُوْرَةُ الْبَقَرَة کی تفسیر

پہلے توہلکی سے بات کی گئی کہ ابراہیمؑ کا طریقہ کیا تھا؟ اب آگے تفصیل بتائی جارہی ہے۔

اِذۡ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۳۱﴾ جب ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ اسلام لے آؤ تو انہوں نے عرض کی کہ میں رب العالمین کے آگے سر اطاعت خم کرتا ہوں۔

اِذۡ قَالَ لَہٗ (ابرھیم علیہ السلام) یہاں لفظی حُسن ہے کہ جب اُنؑ سے کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا؛ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ توابراہیمؑ نے اپنا مقام بیان کر دیا کہ میں رَبِّ العٰلمین کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ اکیلا میں اسلام لایا آپ کے لئے بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن رَبِّ العٰلمین کہنے کی تین وجوحات ہیں۔

1. ابراہیمؑ نے رَبِّ العٰلمین اَدب کے لئے فرمایا۔ اللہ کی شان کا حق بیان کیا۔
2. اگر میں نے رَبِّ العٰلمین کی اطاعت کی ہے تو کسی پر احسان نہیں کیا بلکہ مجھے ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اپنے چھوٹے ہونے کا اظہار کیا ہے۔
3. وہ رَبِّ العٰلمین تمام جہان والوں کو پالنے والا ہے اور مجھ پر فرض ہے کہ اس کی اطاعت کروں۔

اس ایک لفظ سے دیکھ لیں کتنے معنی سمجھ میں آتے ہیں۔ قرآن ایک سمندر ہے، جتنا گہرا جائیں گے علم کے خزانے مل جائیں گے۔

ہم ہوتے تو کیا کرتے؟ سوچ میں پڑ جاتے۔ اور ہمارے تو IF اور BUT ہی ختم نہیں ہوتے۔

بندگی کا تقاضہ یہی ہے کہ جب اللہ کا حکم سنیں تو اطاعت میں سر جھک جائیں۔

آپ اپنے لئے کیا پسند کرتی ہیں کہ جب آپ پانی مانگیں تو بچہ کیا کرے؟

آپ کا دل چاہے گا کہ بچّہ اَدب کے ساتھ صاف گلاس میں پانی ڈال کر ٹرے میں رکھ کر لائے، تمیز سے پیش کرے اور پھر پوچھے، 'امّی جان کچھ اور بھی چاہیئے'

اور اگر بچّہ یہ کہے کہ فرض ہے کہ سنّت؟ نہ کروں تو کیا ہو گا؟ مکروہ ہے یا گناہ ہو گا؟ تو کیا یہ بات آپ کو اچھی لگے گی؟

اَب سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس جب اللہ کا کوئی حکم آتا ہے تو ہمارا روّیہ کیسا ہوتا ہے؟

اطاعت والا، یعنی ابراہیمؑ کا یا پھر اِدھر اُدھر کی باتیں۔؟ ایک بات یاد رکھیں کہ ابراہیمؑ کو کوئی آئیڈیل ماحول نہیں ملا تھا۔ وہ اکیلے ہی اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آئے۔ سورۃ انعام میں تفصیل ہے۔ ان کا اپنا باپ بت بیچتا تھا، بادشاہ کا پروہت تھا۔ اس دور کا وزیر تھا۔ ابراہیمؑ نے وہ سب چھوڑ دیا۔ تو پتا کیا چلا کہ اللہ کے ساتھ تجارت میں کوئی گھاٹا ہی نہیں ہے۔ نیکی کا کام سوچ سوچ کر نہ کیا کریں۔ جیسے ہی موقع ملے فوراً کر لیا کریں۔ حزیفہؓ جب سخت سردی میں خندق کے میدان کا جائزہ لینے گئے تو فرماتے ہیں کہ مجھے یوں لگ رہا تھا کہ کسی نے میرے اوپر کمبل ڈالا ہوا ہے۔

اللہ کی اطاعت کرنے سے ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے اور وہ جو شاعر نے کہا ہے کہ؛

یہ بازی عشق کی بازی ہے۔۔ جو چاہو لگا لو ڈر کیسا۔۔

جو جیت گئے تو کیا کہنے۔۔۔ اور ہارے بھی تو بازی مات نہیں۔۔۔ اس سودے میں کوئی نقصان ہے ہی نہیں۔ اللہ نے تو ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان تک محفوظ کر دیئے۔ (مقامِ ابراہیمؑ)

یادرکھیں کہ ہمیں بھی یہ مواقع ملتے ہیں لیکن ہم رُک چکے ہوتے ہیں۔ اگر تیز ٹریفک ہوتی ہے تو ان کے راستے سے لوگ ہٹ جاتے ہیں، سائیڈ پر ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم تیزی سے نیکیاں کریں تو ہمارے راستے کی مشکلات اور رکاوٹیں خود ہی ہٹ جائیں گی۔

اگر ہم سوچتے ہی رہیں تو یاد رہے ٹریفک میں کوئی دوسرا راستہ نہیں دیتا۔ اگر ہم خود ڈھیلے ہیں تو نیکیاں کرنے کی رفتار سُست ہو جاتی ہے۔ یا پھر اندر سے ہماری اپنی نیّت ہی نہیں تو پھر کوئی بہانہ بن جاتا ہے۔

اللہ نے ابراہیمؑ کو کیوں چنا کہ انھوں نے اللہ کی اطاعت میں خاندان اور برادری والے سب چھوڑ دیئے۔ ہجرت کی، بیوی اور بچے کو صحرا میں چھوڑا۔ اسماعیلؑ کو اللہ کے راہ میں قربان کرنے کو تیار۔

بچّہ ذرا سا بڑا ہوا تو اس کو ساتھ لے کر صحرا میں اللہ کا گھر بنایا۔

آج وہی خانہ کعبہ دیکھ لیں کیسے ہر وقت بھرا رہتا ہے۔ نئے سے نئے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں تا کہ زیادہ لوگ وہاں آسکیں لیکن اتنا ہی مصروف رہتا ہے۔

اخلاص ہو تو اللہ کیسے گھر بسا دیتا ہے۔ کہاں کہاں سے لوگ آتے ہیں۔ جس وقتوں میں لوگ اپنے گھر بناتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے اللہ کا گھر بنایا۔ ہم میں سے کچھ اپنی اولاد کے لئے گھر بنانا چاہتے ہیں چاہے حلال سے بنے یا حرام سے اور اولاد چاہے جیسی بھی ہو!

یہ سارا سبق ہمارے لئے Check List ہے کہ ابراہیمؑ نے اللہ کے لئے کیا کچھ کیا؟ ہم اپنے آپ کو چیک کر لیں کہ ہم اللہ کے لئے کیا کرتے ہیں۔ نہ صرف ابراہیمؑ نے خود کیا بلکہ اپنے بچوں کو بھی یہی نصیحت کی۔ ہم ہر وقت شکوے ہی کرتے ہیں کہ اولاد ایسی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اپنی موت کا پہلے اندازہ ہو جاتا ہے تا کہ کوئی حساب کتاب کر لیں۔

مرنے سے پہلے ہم کیسی باتیں کرتے ہیں؟ حدیثؐ ہے کہ اچانک موت مومن کے لئے تو رحمت ہے کیونکہ اس نے پہلے تیاری کرلی ہوتی ہے۔ لیکن گنہگار کے لئے وبال ہے کہ اُسے توبہ کا وقت نہیں ملتا۔ نہ لوگوں کے ساتھ اپنے معاملات اور حساب کتاب سیدھے کر سکا۔

ہر وقت مرنے کے لئے تیار رہیں۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭيٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۭ﴿۱۳۲﴾ اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا) کہ بیٹا خدا نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا ہے تو مسلمان ہی مرنا۔

لیکن نبیوںؑ نے اپنی اولادوں کو اپنی وفات سے پہلے وصیت کی؛ (اپنے آپ کو اس صورتِ حال میں محسوس کریں) نبیوںؑ کو مرنے سے پہلے بھی اللہ کے دین کی فکر ہے کہ ہم نے اپنی کوشش کی اب ہماری نسل بھی اس کے لئے کام کرے۔ دیکھو بچو اس دین کی حفاظت کرنا اور مسلمان ہی مرنا۔

ہر وقت مسلمان ہی رہنا تا کہ جب بھی موت آجائے تو تم مسلمان ہی ہو۔ حضرت یوسفؑ نے بھی اپنے لئے یہی دعا کی تھی؛ سورۃ یوسف آیت 101

۔اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ تو مجھے (دنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اٹھائیو اور (آخرت میں) اپنے نیک بندوں میں داخل کیجیو﴿۱۰۱﴾

لیکن یہود نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو یہود بننے کی وصیت کی تھی۔

اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ حَضَرَ يَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُۙ اِذۡ قَالَ لِبَنِيۡهِ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِىۡ ؕ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۳﴾ بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے، (یہاں وصیت کے اصل الفاظ ہیں) جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے، تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اُسی کے حکم بردار ہیں۔

یعقوبؑ نے اپنی زندگی اللہ کے دین کے لئے لگائی، اپنی وفات سے پہلے یہ سوال کرتے ہیں۔ اُنؑ کے بیٹوں نے اللہ کی عبادت کا وعدہ کیا۔ اُنؑ کو کتنا سکون ملا ہوگا۔ اگر تو ہم نے اپنے بچوں پر محنت کی ہے، ان کی تربیت اچھی کی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہمیں فکر لگ جانی چاہیے۔

ہمارے بعد کیا ہوگا؟ بچوں کے مستقبل کی بجائے آخرت کی فکر کریں۔ حدیثؐ ہے کہ تمھیں تمھارے ضعیف اور کمزور لوگوں کی وجہ سے رزّق ملتا ہے۔۔ اگر ماحول دینی ہے تو انشاللہ ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ گھروں میں فجر سے پہلے اُٹھ جائیں۔ تلاوت کی آوازیں آنی چاہیے۔

آج کل ہماری تربیّت ویسی نہیں ہے جیسی ہونی چاہیے۔ میرے بچے اپنے پیارے نبیؐ کے کیسے اُمّتی ہیں؟

ابراہیم نے وفا کی اور اپنی نسل تیار کر دی۔ ہم کس طرح کے بچے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ کیا اسلام کا مستقبل روشن ہے؟ کل یہود سے تاج لے لیا گیا اور مسلمان کے سر پر رکھ دیا گیا ہے۔ ہم جتنی بڑی قربانی دینگے اتنا بڑا انعام ملے گا۔ نیکیاں کرتے جائیں آپ کو کامیابیاں ملتی جائیں گی۔

یہ نبیوںؑ کے قصّے ہیں جو اس زمین پر روشنی کے مینار ہیں۔ جب اللہ نے فرمادیا کہ کامیابی کا راستہ یہ ہے۔ رسولؐ کی پیروی سے ہی اصل کامیابی ہے تو کیا ہم کسی اور راستے سے اپنے بچوں کو کامیاب کر سکتے ہیں؟

ہمارا ایک غلط قدم یا کسی بچے کی غلط لوگوں سے دوستی کہاں پہنچا سکتی ہے؟ اگر ہم اپنے بچوں کو رَبّ کا نہیں بنائیں گے تو وہ ہمارے بھی نہیں بنیں گے۔

ہماری اولاد کو والدین ہی اچھے نہیں ملے۔ یہ نہ سوچیں کہ میں مر گئی تو میرے بچوں کا کیا ہو گا؟ بلکہ یہ سوچیں اگر میرے بچے مر جائیں تو ان کا کیا بنے گا؟

اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں، ان سے نیکی کے کام کروائیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

﴿۱۳۴﴾ یہ جماعت گزر چکی۔ ان کو اُن کے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمھارے اعمال (کا) اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرسش تم سے نہیں ہو گی۔

جو نیک کام کرے گا، اُس کو اُسی کا اجر ملے گا۔ اپنے اعمال کا خود جواب دینا پڑے گا۔ بعض لوگ اپنے بڑوں کے نیک اعمال کو کیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ باپ دادا کے نام کی وجہ سے ہمیں عزّت ملے۔

دوسروں کی نیکیوں پر مان کرنے کی بجائے خود اپنے اعمال سنواریں۔ بڑوں کی دعائیں کام آتی ہیں لیکن اعمال اپنے ہی کرنے پڑتے ہیں۔ کسب کا لفظ قران میں ۹۸٪ بار اعمال کے لئے آیا ہے کمائی کے لئے نہیں۔ اور دنیا کی کمائی کے لئے فضل کا لفظ آیا ہے۔ اپنی فکر پہلے کریں۔ اولاد کی اخلاقی تربیت کریں۔ امام احمد بن حنبلؒ وفات کے وقت یہ کہہ رہے تھے 'ابھی نہیں' تو ان کے بچوں نے پوچھا یہ کیا کہہ رہے

ہیں؟انھوں نے فرمایا کہ شیطان میرے پاس آیا تھااور کہہ رہاتھا کہ احمد تم بچ گئے۔اور میں کہہ رہاتھا کہ ابھی توزندہ ہوں۔مرتے دم تک نیک انسان کوڈر رہتاہے کہ کچھ غلط نہ ہو جائے۔امام تہمیہؒ فرماتے ہیں کہ یہ جو مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتاہے تو یہ وہی ہے کہ ساری زندگی بندہ مومن کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے۔تو موت کے فرشتے کو دیکھ کر وحشت میں اللہ کانام ہی منہ سے نکلتاہے۔اپنے آپ سے پوچھیں۔میں اللہ سے کتنی مخلص ہوں؟

نبیوںؑ کی اولاد نے وعدہ تو کرلیا کہ اللہ کے بندے بنیں گے۔لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کے ساتھ تعلق کمزور ہوگیا۔اللہ سے محبت ایک ڈوری کی طرح ہے جس میں ہر طرح کے موتی پروئے ہوتے ہیں۔جب ڈوری ٹوٹی ہے تو ہم اپنے پیارے نبی پاکؐ کا حجۃالوداع کاخطبہ بھول گئے۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ۔(اے پیغمبر ان سے) کہہ دو، (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیم (اختیار کئے ہوئے ہیں) جو ایک خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

آج کے مسلمان بھی یہی کہتے ہیں کہ فلاں فرقے میں آجائیں پھر ہی کامیاب ہوں گے۔پہلے فرقے ہوتے تھے اب آہستہ آہستہ جماعتیں بن رہی ہیں۔گروپ ہونا غلط نہیں لیکن پیغام کیا دیا جارہاہے۔کامیابی صرف مسلمان ہونے میں ہے۔ہدایت پانے کا معیار ابراہیمؑ کی ملّت کی پیروی کرناہے۔

آج کل کا یہود مذہب عیسیٰؑ کے آنے سے 3یا4 سوسال پہلے بنا تھا۔اور لفظ عیسائی تو عیسیٰؑ سے بہت بعد میں بنایا گیاہے۔نبیوںؑ نے توان ناموں کو فرمایا ہی نہیں۔اَب ہم نبی پاکؐ کے دین پر راضی ہیں۔

سب نبیوںؑ نے ایک ہی دین کی تبلیغ کی تھی۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ
الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ (مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اتری، اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو (کتابیں) موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں، ان پر، اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں، ان پر (سب پر ایمان لائے) ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں۔

ہم سب نبیوںؑ کو مانتے ہیں لیکن ہم پیروی نبی پاکؐ کی کرینگے۔ ہم ایمان مفصّل اور ایمان مجمل پر ایمان لاتے ہیں۔ فرقہ بندی تب ہی ختم ہو گی جب ہم اللہ اور رسولؐ سے جڑیں گے۔ نہ رسول پاکؐ کے زمانے میں کوئی فرقہ تھا نہ اب ہونا چاہیئے۔ ہم سب مسلمان ہیں تو ہمیں قرآن اور سنّت پر عمل کرنا چاہیئے۔ اللہ سے جوڑیں۔ سورۃ الانعام میں اللہ کا فرمان ہے؛

جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام خدا کے حوالے پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا ﴿۱۵۹﴾

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں ہدایت دے۔ آمین۔